QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہ میں خواتین کے حقوق اور مسلم خواتین کے کردار کا خصوصی مطالعہ

A SPECIAL STUDY OF WOMEN'S RIGHTS AND THE ROLE OF MUSLIM WOMEN DURING THE ERA OF THE PROPHET MUHAMMAD ﷺ AND THE RIGHTLY GUIDED CALIPHATE

Dr. Abdul Rahman
A. Lecturer Department of Islamic Studies
University of Gujrat, Gujrat Pakistan
onlyimran2010@gmail.com
Dr. Khubaib ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Studies
Govt Allama Iqbal Graduate College, Paris Road Sialkot
khubaibrehman223@gmail.com

ABSTRACT:

Before the advent of Islam, women in Arab society were deprived of basic human rights and treated as inferior beings. They were denied inheritance, buried alive at birth, and viewed merely as objects of use. The arrival of Prophet Muhammad ﷺ brought a divine revolution that restored women's dignity and rights, marking a historical shift in their status. Women were given the right to inherit, own property, seek education, and participate in society with honor and independence.

Islam introduced a framework in which women were spiritually and socially equal to men. The Prophet ﷺ not only granted rights to women but also entrusted them with responsibilities in education, social services, and public affairs. Many women became scholars and role models. Among them, Hazrat Aisha (RA) stands out as one of the greatest scholars in Islamic history, known for her deep understanding of fiqh, hadith, and medicine. Other women like Hafsa (RA) and Umm Salama (RA) also transmitted knowledge and played significant roles in shaping Islamic thought.

This legacy continued during the Khilafat-e-Rashida. Women voiced their opinions in political and religious matters, and their wisdom was acknowledged in public settings. They were active participants in the development of the early Muslim society. Islamic teachings during this period ensured that women were not only protected but empowered as individuals with rights, intellect, and influence. This stands in contrast to later cultural practices that veiled their status. Islam, as practiced in its early authentic form, laid the foundation for gender justice and dignity.

Keywords: *Dignity, Equality, Empowerment, Knowledge, Reform*

عہد رسالت میں خواتین کے حقوق:

اسلام تعلیم و تربیت کا بنیادی نظام ہے۔ جس نے علم کو حاصل کرنے کی بنیاد کا آغاز کیا، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں مرد اور عورت کو خطاب کیا گیا اور اس وحی کی بنیاد پر آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت کا ایسا دور شروع ہوا جس سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی اس سے فیض یاب ہوتی رہیں، نبی ﷺ کی زندگی دو ادوار پر مشتمل ہے، ایک مکی اور دوسرا مدنی اور تعلیم حاصل کرنے کا دور مکہ میں شروع ہو گیا تھا اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائی اور آپ ﷺ کی تصدیق بھی کی اور سب سے پہلی وحی جو غار حرا میں نازل ہوئی اس کی تلاوت سب سے پہلے حضرت خدیجہ کے گھر میں کی گئی اور مکہ مکرمہ میں تعلیم حاصل کرنے کی پہلی درس گاہ جو تھی وہ "دار ارقم"، تھی،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

1. علمی وادبی سرگرمیاں

جہاں پر حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کو تعلیم دیا کرتے تھے، اسی درس گاہ میں حضرت خباب بن ارت[1] تعلیم حاصل کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید[2] کو بھی قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے، اس سلسلہ میں سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کی ایک روایت نقل کی گئی ہے۔

وعندهما خباب بن الارت، معه صحيفة فيها طٰه يقرأهما إياها[3]

"اور ان دونوں کے پاس خباب بن ارت تھے اور ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی جو وہ ان دونوں کو سکھا رہے تھے"۔

مکہ میں حضرت فاطمہ بنت خطاب کے گھر کو تعلیم و تربیت کا بنیادی مرکز تصور کیا جاتا تھا، جہاں علم حاصل کرنے والے بھی تھے اور علم کی تعلیم دینے والے بھی لوگ موجود تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن ہی ان کے اسلام لانے کی وجہ بنی اور تاریخ کی بہت زیادہ کتابوں میں اس ایمان افروز واقعہ کو بیان کیا گیا ہے، امام ابن اثیر[4] سے نقل کیا گیا ہے۔

أسلمت قديما أول الاسلام مع زوجها سعيد قبل إسلام أخيها عمر وهي كانت سبب اسلام أخيها عمر[5]

"اسلام کے اولین زمانے میں اپنے خاوند حضرت سعید بن زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حضرت عمر ان کے بھائی نے بھی اسلام قبول کیا اور فاطمہ بنت خطاب ہی اپنے بھائی حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے کی وجہ بنی"۔

اور عورتیں آپ ﷺ کے گھر میں حاضر ہو کر قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کرتی تھیں، تاکہ وہ اپنے روزمرہ کے مسائل کا حل تلاش کر سکیں اور نبی کریم ﷺ کی محبت سے فیض یاب ہو سکیں، ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کی عورتیں کس قدر شوق رکھتی تھیں اور اس شوق کی وجہ سے انھوں نے اپنے لیے الگ علمی محفل کے قیام کا اظہار کیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن خدری[6] کی ایک روایت ہے:

قالت النساء للنبيﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يوما من نفسك فوعدهن يوما لقيهن فيه فوعظهن وامرهن وكان فيما قال لهن: ما منكن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها الا كان لها حجابا من النار، فقالت امرأة واثنين؟ فقال: واثنين[7]

"نبی پاک ﷺ سے ایک عورت نے کہا کہ آپ ﷺ سے (نفع حاصل کرنے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس وجہ سے آپ ﷺ ہمارے لیے (تبلیغ) کے لیے کوئی دن مقرر فرمائیے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ لیا، اس دن میں خواتین سے ملاقات کی اور انہیں تبلیغ کی اور انہیں احکام سنائے، اور ان (احکامات) میں یہ بات بھی تھی جو آپ ﷺ نے ان خواتین کے لیے فرمائے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی خاتون اپنے تین لڑکے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے نجات بن جائیں گے، اس پر ایک خاتون نے کہا اگر وہ (دو بچے بھیجے

---

[1] ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، زمانہ جاہلیت میں غلام تھے، بعد میں آزاد کر دیے گئے، ان کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو شروع میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے، اسلام لانے کی سزا میں ان پر ظلم ڈھائے گئے، لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نہ ہوئے، انھوں نے غزوۃ البدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی اور حضرت علی کے دور خلافت میں ۳۷ ہجری میں وفات پائی۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۲، ص: ۳۰)

[2] یہ ہجرت سے ۲۲ سال قبل پیدا ہوئے، ان کی کنیت ابو اعوار ہے اور ان کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنو عدی سے تھا، ان کا شمار عشرہ مبشرہ میں تھا۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۳، ص: ۹۴)

[3] ابن ہشام، ابو احمد عبد الملک (م ۸۳۳ھ)، سیرت النبی ﷺ، دور الصحابہ

[4] ان کا نام علی بن محمد بن عبد الکریم (۶۳۰ھ) کنیت ابو الحسن اور لقب ابن اثیر ہے۔ ۵۵۵ ہجری میں موصل میں پیدا ہوئے، ان کی مشہور تصانیف میں الکامل فی التاریخ اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ شامل ہے۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۴، ص: ۳۳۱)

[5] ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، دار ابن حزم، بیروت لبنان، ۲۰۱۲ء، کتاب النساء، ص: ۱۵۶۳

[6] ان کا اصل نام سعد ابن مالک اور کنیت ابو سعید ہے اور یہ انصار کے قبیلے حدرد سے تعلق رکھتے تھے، خادم رسول تھے، انھوں نے کثرت سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث کو روایت کیا ہے، ان کی روایات کی تعداد ۱۱۷۰ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے، انھوں نے ۷۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۳، ص: ۸۷)

[7] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ، ح: ۱۰۲

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

دے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں دو کا بھی اسی طرح حکم ہے"۔

2. خواتین کو عبادات میں آزادی

عہد نبوی ﷺ میں مردوں کی طرح عورتوں کے علمی و ادبی سرگرمیوں کا آغاز ہو چکا تھا اور آپ ﷺ نے عورتوں کے اس علمی اور ادبی شوق کو دیکھتے ہوئے ان کو مسجدوں میں جانے کی تاکید کی، تاکہ وہ خطبوں میں دین کے مسائل کو سن سکیں اور ان سے مستفید ہو سکیں۔

اسی طرح حضرت ام عطیہ انصاریہ نے ایک راویت نقل کی ہے:

امرنا رسول اللهﷺ ان نخرجهن في يوم الفطر والنحر، قال قالت: ام عطية فقلنا: رأيت احداهن لا يكون لها جلباب قال: فلتلبسها اختها من جلبابها[8]

"رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر عورتوں کو (عیدگاہ) لے کر جائیں، ام عطیہ نے بیان فرمایا کہ ہم نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس کوئی چادر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اس کی بہن اپنی چادر دے دے"۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کا شمار جلیل القدر صحابیات میں سے ہوتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شریک ہوئیں، مجاہدین کے لیے کھانا پکاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔[9]

ابن اثیر کا بیان ہے:

وكانت من كبار نساء الصحابة وكان تغسل الموتي وتغزو مع رسول اللهﷺ روي عنها محمد بن سيرين واختة حفصة[10]

"یہ کبار صحابیات میں سے تھیں اور میتوں کو غسل دیتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی، ان سے محمد بن سیرین اور ان کی بہن حفصہ نے روایت کیا ہے"۔

اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وعظ و تلقین کے ذریعے بھی عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور اس بات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت عورتوں کی تعلیم کتنی اہم تصور کی جاتی تھی اور اس کا بہت زیادہ انتظام کیا جاتا تھا، اسی طرح کی ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی جاتی ہے۔

ان رسول اللهﷺ خرج ومعه بلال فظن أنه لم يسمع فوعظهن ومرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقي الفرط والخواتيم وبلال يأخذ في طرف ثوبه

"ایک دفعہ (عید کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ مردوں کی صفوں سے نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے، آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ عورتوں کو خطبہ اچھی طرح سنائی نہیں دے رہا تو آپ ﷺ نے انہیں الگ وعظ فرمایا اور صدقے کا حکم فرمایا آپ ﷺ کی یہ بات سن کر کوئی عورت اپنی بالی اور کوئی عورت اپنی انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال اپنے پہلو میں یہ چیزیں سنبھالنے لگے"۔

عہد رسالت میں خواتین نماز جمعہ میں بھی شریک ہوا کرتی تھیں، تاکہ دین کے اہم مسائل کو باہم توجہ سے سن کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں، البتہ بعض خواتین کا حافظہ کمال کا تھا جو سن لیتیں وہ یاد ہو جاتا اور علمی تڑپ بھی ان خواتین میں کمال کی تھی، البتہ ایک خاتون حضرت ام ہشام نے نماز جمعہ کے خطبہ کے ذریعے سے سورہ ق سیکھی۔ فرماتی ہیں:

ما أخذت (ق والقرآن المجيد) الا عن لسان رسول اللهﷺ يقرؤها علي الناس في كل جمعة إذ خطبهم[11]

---

[8] ابن ماجہ، سنن، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی العیدین، ح: ۱۳۰۷

[9] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت لبنان، ۱۹۹۲ء، ج: ۴، ص: ۱۹۴۷

[10] ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۶۷۴

[11] ابن سعد، محمد بن سعد، کتاب طبقات الکبیر، مکتبہ الخانجی، القاہری، ۲۰۰۱ء، ج: ۸، ص: ۴۱۲

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

عورتیں حضور ﷺ کے پاس آئیں اور اپنے مسائل کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتیں، آپ ﷺ ان مسائل کا جواب دیتے اور موجودہ محفل میں لوگ بھی استفادہ کرتے اور خود خواتین بھی ان سے فائدہ حاصل کرتیں۔

3. نکاح کے لیے اظہار رائے کا حق

حضرت خنساء ایک عظیم اور جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ سے انھوں نے اپنے والد کا اور اپنا معاملہ ذکر کیا کہ اس کے والد نے ان کا نکاح بالغ ہونے کے بغیر ان کی مرضی کے بغیر کسی شخص سے کر دیا ہے، تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح فسخ کر دیا، جیسا کہ ابن اثیر کا بیان ہے:

ان أباها زوجها وهي بنت فكرهت ذلك فجاءت إلي رسول اللهﷺ فرد نكاحها[12]

"ایک صحابیہ حضرت خنساء کے بارے میں ہے کہ ان کے والد نے نکاح حضور ﷺ کے دور میں ان کی مرضی کے بغیر کسی فرد سے کروا دیا تو آپ نے جب حضرت خنساء سے بات سنی تو آپ ﷺ نے اس کا نکاح فسخ کروا دیا"۔

4. دینی مسائل کی جستجو کا حق

اسی طرح حضرت ام سلیم کا تعلق انصار خاندان سے تھا، یہ حضور ﷺ سے براہِ راست آپ کی تعلیمات سیکھتی تھیں، جہاں تک کہ چند احادیث کی راویہ بھی ہیں، ان سے معروف صحابہ کرام نے بھی آگے احادیث روایت کی ہیں، اور ان کے بیٹے حضرت انس بن مالک عبداللہ بن عباس بھی احادیث روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔[13]

حضرت ام سلمی صحابیہ انصاریہ عام طور پر آپ ﷺ سے ہر طرح کے مسائل پوچھ لیتی، آپ ﷺ ان کے تمام سوالات کا جواب دیتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ سے احتلام کے بارے میں سوال کیا، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اس حدیث کو روایت کی اہے:

جاءت ام سليم الي النبيﷺ فقالت يا رسول اللهﷺ، إن الله لا يستحيي من الحق فهل علي المرأة من غسل إذا احتلمت، فقال رسول اللهﷺ نعم، إذا رأت الماء فقالت: ام سلمة يا رسول اللهﷺ أوتحتلمت المرأة فقال: تربت يداك فم يشبهها ولدها[14]

"ام سلیم انصاریہ صحابیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے پوچھا کہ کیا عورت پر بھی ایسا ہوتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، کیوں نہیں، ورنہ بچہ ماں کے مشابہ نہ ہو"۔

صحیح بخاری میں حضرت اسماء سے بھی ایک حدیث بیان کی گئی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں ایک مشرکہ عورت کی بیٹی ہوں، میری والدہ حضور ﷺ سے جن قریش کے اچھے مراسم تھے کوئی جھگڑا نہ تھا، اس وقت وہ مشرکہ ہونے کے باوجود مجھ سے ملنے آئیں، تو میں نے حضور ﷺ سے اس بابت پوچھا:

إن أمي قدمت وهي راغبة؟ قال نعم، صلي امك[15]

"میری والدہ آئیں ہیں اور مسلمان بھی نہیں، مشرکہ ہیں، کیا میں ان سے صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤ"۔

یعنی حضور ﷺ سے خواتین اپنے مسائل کے بارے میں پوچھتیں اور آپ ﷺ ان خواتین کو ان کے پوچھے گئے خاندانی مسائل کے بارے میں جوابات

---

[12] ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۵۰۷

[13] ابن عبدالبر، الاستیعاب، کتاب کنی النساء، ج: ۴، ص: ۱۹۴۱

[14] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منہا، ح: ۳۱۳

[15] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب صلۃ المرأۃ امہا ولہا زوج، ح: ۵۶۳۴

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

دیتے۔

5. حضرت اسماءبنت عمیس رضي الله عنها

حضرت اسماءبنت عمیس کا شمار بھی ان صحابیات میں سے تھا کہ جنھوں نے آپ ﷺ سے تعلیمات حاصل کیں اور براہِ راست حضور ﷺ کا کلام سنا، ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ سے ایک دعا کا استفسار کیا تو آپ ﷺ نے ان کو دعا سکھائی:

الا أعلمك كلمات تقوليهن عند الكرب، أو في الكرب، الله، الله ربي لا أشرك به شيئا[16]

''کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تم مصیبت کے وقت پڑھ لیا کرو؟ اللہ، اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتا''۔

چنانچہ ایک دفعہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ حضرت اسماءبنت عمیس آئیں اور حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کے بچوں کو دیکھا جو کہ بہت کمزور تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اس قدر کمزور کیوں ہیں، دبلے کیوں ہیں؟ تو حضرت اسماء نے کہا کہ ان کو نظر بد لگتی ہے اور بری طرح سے لگتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جھاڑ پھونک کرو، تو حضرت اسماء کو ایک دعا یاد تھی، آنحضرت ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ ہی صحیح ہے۔

حضرت اسماء ہی کو بہت زیادہ اور مہارت تھی کہ خوابوں کی تعبیر بھی کر لیا کرتیں، اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھ لیتے۔[17]

ان کا شمار بھی اول درجہ کے لوگوں میں ہوتا ہے جو کہ حضور اکرم ﷺ پر پہلے پہل ایمان لائے اور حضرت اسماء نے جو لوگ پہلے پہل اسلام میں ہجرت حبشہ کرنے والے تھے ان میں شامل تھیں اور چھ نبوی کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے لوگوں میں بھی شامل تھیں اور ۷ ہجری میں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔[18]

رسول اکرم ﷺ سے براہِ راست تعلیم حاصل کرنے کی بدولت ان کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جنھوں نے حضور اکرم ﷺ سے کثیر تعداد میں احادیث روایت کی ہیں اور ان کی روایات کی تعداد ۶۰ ہے اور یہ بڑی اعزاز کی بات ہے اور وہ بھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے احادیث روایت کرتے ہیں وہ عزیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان عظیم اصحاب رسول میں سے حضرت عمر خلیفہ ثانی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن عباس، قاسم بن محمد، عبداللہ بن شداد بن ھاد، عروہ بن زبیر شامل ہیں۔[19]

6. حضرت ام ہانی رضي الله عنها

حضرت ام ہانی عظیم صحابیہ ہیں، انصاری صحابیہ اور رسول اکرم ﷺ کی چچازاد بہن بھی تھیں، انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، آپ رضی اللہ عنہا علم وفضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز تھیں، ان پر جو احادیث رسول اکرم ﷺ کی طرف نسبت تھیں، وہ ۴۶ تعداد ہے اور ان کے راویوں میں اکابرین امت بھی شامل ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت اسلام کے متعلق سوالات کرتیں، جہاں تک کہ اسلام کی تعلیمات کو آگے پہنچاتی تھیں اور حضور ﷺ سے اکثر سوالات کرتیں، انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ ایک سوال پیش کیا کہ ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھ سکیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

النسم طير يعلق بالشجر حتي إذا كان يوم القيامة دخلت كل نفس في جسدها[20]

''ہر روح درخت پر لٹکی رہتی ہے، قیامت کے دن ہر نفس اپنے جسم میں داخل ہوگی''۔

البتہ انصار کی عوتیں نہایت عمدگی سے سوالات کرتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

[16] ابوداؤد، السنن، ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، ح: ۱۵۲۵

[17] ابن حجر، الاصابہ، ج: ۱۳، ص: ۱۳۴

[18] ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۸، ص: ۲۶۶

[19] ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۴۷۵

[20] ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۸، ص: ۴۲۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

نعم النساء نساء الانصار لم يكن يمنعهن الحياء أن يتفقهن في الدين[21]

”انصار عورتیں بہت خوب ہیں، دین کی تعلیم حاصل کرنے میں شرم وحیاء کو رکاوٹ نہیں بناتی“۔

البتہ چونکہ انصار کی جماعت کی خواتین بہت زیادہ سوالات جو کہ مہاجرین کی خواتین نہ کر پاتی وہ کرتیں اور ان سوالات سے استفادہ کرتے۔

تاہم حضرت اسماء بنت ابی بکر کا تعلق بھی ان صحابیات سے ہوتا ہے جن صحابیات نے رسول اکرم ﷺ سے کثرت سے احادیث کو بیان کیا اور ان کے شاگردوں میں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اکرام شامل تھے، یہ نہایت اعلیٰ سطح کی محدثہ اور فقیہہ تھیں، ان کی راویوں میں سے جو صحابہ کرام ہیں وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر، فاطمہ بنت زبیر، محمد بن المنکدر، مطب بن حنطب، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر شامل تھے۔[22]

حدیث اور فقہ میں بھی ید طولیٰ رکھتیں، البتہ انہیں علم تعبیر میں بھی عظیم فن تھا، جو انھوں نے اپنے والد حضرت ابو بکر سے سیکھا، حضرت اسماء بنت ابی بکر بھی اپنے دور میں عورتوں کا علاج وغیرہ بھی کرتیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کن علوم پر دسترس رکھتی تھیں، تاہم حضرت اسماء بنت ابی بکر طب، علم فقہ، علم حدیث، علم تعبیر کی بھی ماہر مانی جاتی ہیں۔

ایک عورت جس کو بہت زیادہ بخار تھا اور اس نے حضرت اسماء سے علاج کروایا، حضرت اسماء نے اس کے گریبان پر پانی کا چھڑکاؤ کیا اور ساتھ فرمایا:

كان رسول اللهﷺ يأمرنا أن نبرد ها بالماء[23]

”رسول اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ بخار کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی کا استعمال کرو“۔

خواتین میں عالمہ اور رضا مند ہونے کے بعد یہ بڑی بہادر اور دلیر تھیں، رسول اکرم ﷺ جب ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ یہیں خاتون آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچایا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ جب غار میں سوراخ بند کرنے کے لیے انھوں نے اپنے کمر کی چادر کو پھاڑ کر کے سوراخ بند کیا اور ان کی اس بڑی کاوش والی بات سے ان کا لقب دار النطاقین[24] کے معزز لقب سے نوازا گیا۔[25]

حضرت اسماء کی عالمانہ اور فاضلانہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی بہادر اور دلیر بھی تھیں، تاہم رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب ہجرت النبوی ﷺ کے دوران غار ثور میں رہے، حضرت اسماء ہی ان کو تین دن تک کھانا خفیہ انداز سے پہنچاتی رہیں، جب کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کی تلاش میں تھے اور حضرت اسماء چھوٹی عمر میں ہی حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتیں رہیں، یہ ایک عالمانہ شان وعظمت کی مالک تھیں، اس بات کا اندازہ ایسے ہوتا ہے کہ وہ قرآنِ پاک کو نہایت مضبوطی سے تھامے رکھتیں، ایک دفعہ ان کی والدہ چونکہ مشرکہ تھیں، چند تحائف لے کر ان کے پاس آئیں تو انھوں نے تحائف نہ لیے، یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک رسول اکرم ﷺ سے پوچھ نہ لوں میں یہ تحائف قبول نہ کر سکتی ہوں، جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿لَّا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓا۟ إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ﴾ [26]

”اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا، تم ان لوگوں سے نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو، جن لوگوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمھیں تمھارے گھر سے بھی نہیں نکالا اور اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“۔

7. خواتین میں علمی فقاہت وبلاغت

[21] مسلم، صحیح، کتاب الحیض، باب استجاب استعمال المغتسلة من الحیض فرصة من مسک فی موضع الدم، ج1، ص161، ح332

[22] ابن اثیر، اسد الغابہ، کتاب النساء، ص1472

[23] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الحمی من فیح جہنم، ح: ۵۳۹۲

[24] نطق کی جمع، عربی زبان میں نطق پٹکے کو کہتے ہیں دیکھیے وحید الزمان، القاموس، ص: ۱۶۶۵

[25] ابن عبد البر، الاستیعاب، کتاب النساء بالألف، ج: ۴، ص: ۱۷۸۲

[26] الممتحنہ، ۶۰: ۸

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

اس طرح کے کئی ایک واقعات ہیں کہ جن سے صحابیات کے دین کے بارے میں تجسس سوالات کرنا عام تھا اور صحابیات علم اور مسائل کو جاننے کا ذوق رکھتیں اور یہ شعور البتہ اسلام کے فروغ کے ساتھ ہی بیدار ہو چکا تھا، اور جب بھی کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تو حضور ﷺ سے پوچھ لیتیں اور ان کا سب سے بڑا ذریعہ علم کی تحصیل کا امہات المومنین تھیں جن کی اللہ تعالی نے یہ ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ علم کی ترویج کے لیے تربیت اور علم کو سیکھانے کا اہتمام کریں۔

چنانچہ سورۂ احزاب میں فرمایا:

﴿وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾ [27]

"یاد رکھو اللہ پاک کی آیات اور حکمت بھری باتوں کو جو کہ تمھارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں، بے شک اللہ لطیف اور خبر دار ہے"۔

مولانا مودودی یوں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں لفظ اذکرن استعمال ہوا ہے اور اس کے دو معنی ہیں: ایک تیار رکھو، اور دوسرا بیان کرو، پہلے کے معنی میں یہ بات اس طرح سے ہے کہ اے نبی کی ازواج تم اس بات کو کبھی بھی نہ بھولنا کہ جس گھر میں تم رہتی ہو وہ عام گھر نہیں، بلکہ یہاں سے دنیا کائنات کو آیات وحکمت کی تعلیم دی جاتی ہے، اس لیے تمھاری ذمہ داری بھی بڑی ہے اور کہیں اس گھر میں لوگوں کو ہدایات دی جاتی ہیں اور تمھارے علم میں ایسی ہی ہدایات آئیں گی جو کہ تمھارے علاوہ دیگر لوگوں سے یہ بات لوگوں تک نہ پہنچ پائے گی، اس لیے تم اپنے فرائض کو نبی کی ازواج ہونے کے ناطے سے زیادہ بہتر طریقے سے سرانجام دو۔[28]

8. سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

یوں تو ازواجِ مطہرات علم کا مرکز تھیں، لیکن ان میں جو زیادہ علم میں ماہر تھیں اور مہارت تھی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھی، اس کی ایک وجہ رسول اکرم ﷺ سے زیادہ قُرب اور دوسرا اپنی خداداد ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ ابھی تحصیل علم کی عمر میں بھی تھیں اس لیے حضور ﷺ سے زیادہ طور پر علم حاصل کر پائیں اور آپ ﷺ کا فرمان بھی اس میں اس طرح سے ہے:

فضل عائشة علي النساء كفضل الثريد[29] علي سائر الطعام[30]

"عائشہ کی فضیلت دیگر عورتوں پر اس طرح سے ہے جیسے ثرید کو دیگر تمام کھانوں پر ہوتی ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو احادیث بیان کرنے والے محدثین میں فن اسلوب، مسائل اخذ کرنے اور بیان کرنے اور فقہی طور پر احادیث کو بیان کرنے میں پہلے درجے پر مانا جاتا ہے۔ تاہم پہلے طبقات میں مانا جاتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں، اور جلیل القدر صحابہ کرام نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

جب کوئی بھی صحابہ کرام کو مشکل مسائل پیش آتے تو اگر ان کا ل پیچیدہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حل دریافت کیا جاتا، جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں:

ما أشكل علينا أصحاب رسول اللهﷺ حديث قط فسألنا عائشة إلا وجدنا عندها منه علما[31]

"ہمیں جب بھی کوئی ایسی بات مشکل پیش آئی کہ جس کا حل ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیتے اور بات جو بھی ہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کی معلومات تھیں، ان باتوں سے ان کے علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کبار صحابہ کرام بھی اگر کوئی مسئلہ ہوتا تو اس کا حل صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بتاتی"۔

حضرت عائشہ نے اپنی علمی مہارت دین اسلام تک محدود نہ رکھیں، بلکہ دیگر علوم میں بھی مہارت حاصل کی، حضرت عروہ جو کہ حضرت عائشہ کے قریبی رشتہ

[27] الاحزاب، ۳۳: ۳٤

[28] مودودی، تفہیم القرآن، ج: ۳۳، ص: ۹۴

[29] روٹی کو چور کہ شورے میں بھگو کر شوربے میں بنایا ہوا ایک کھانا، دیکھیے، وحید الزمان، القاموس الوحید، ص: ۲۱۳

[30] جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، ح: ۳۸۸۷

[31] جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشہ، ح: ۳۸۸۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

داروں میں سے تھے، وہ ان کے علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ دیگر علوم کا بھی عمومی ذکر کرتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں ان الفاظ میں:

ما رأيت أحدا أعلم بالحلال والحرام والعلم والشعر والطب من عائشة أم المومنين[32]

"میں نے حلال و حرام، شعر اور طب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا"

ایک بار نہیں، بار بار صحابہ کرام نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ آپ ﷺ نے بھی فضائل بیان کیے، جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی احادیث کی روایت کے ساتھ یہ بات بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان کا علم بھی وسیع تھا اور اس کے ساتھ ساتھ فہم اور فقہ بھی وسیع تھا۔ ایک بار حضرت عروہ نے حضرت عائشہ سے یہ بات دریافت کی کہ آپ نے طب کا علم کہاں سے سیکھا تو آپ نے اس بات کی وضاحت فرمائی:

ان النبيﷺ كان ينقسم فتفذ عليه وفود العرب فيصفون له فأحفظ ذلك[33]

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بے شمار وفود تشریف لاتے اور کچھ علاج معالجہ کی باتیں کرتے اور میں انہیں یاد کرتی"۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد جن اک زیادہ فقہ اور علم و عظمت میں نام ہے اور اسلام میں بلند پایہ حاصل ہے وہ حضرت ام سلمہ ہیں، ان کا شمار بھی محدثہ اور فقیہہ کے طور پر جانا جاتا ہے اور تیسرے طبقہ کے محدثین میں سے ہیں، ان کی روایات ۳۷۸ ہے، حدیث کو سننے کا نہایت زیادہ شوق تھا کہ بعض دفعہ اپنے گھر کے تمام کام موخر کر دیتیں اور حدیث سیکھنے میں لگ جاتیں، ایک دفعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے بال بنوار ہی تھیں تو اتنے میں خطبہ شروع ہوا تو فرمانے لگیں کہ اس طرح اگر تو اپنے کام سمیٹ لے تو میں خطبہ سن لوں، حضور ﷺ فرما رہے تھے یا ایھا الناس تو وہ عورت کہنے لگی کہ ابھی تو حضور نے آغاز کیا ہے خطبہ کا شروع ہے کہ یا ایھا الناس تو وہ کہنے لگی بال کنگھی کرنے والی کہ ابھی کام سمیٹ لیتی ہیں، جواب دیا کہ یا ایھا الناس میں ہم بھی شامل ہیں، اس لیے کہ اگر کوئی بھی حضور ﷺ کا فرمان ہوتا غور سے سنتی۔

9. سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ کہہ کر خود ہی اپنے بال باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور خطبہ سننے میں مصروف ہو گئیں۔ البتہ حضرت ام سلمہ کی فہم و فراست کا ایک معروف واقعہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر دس شرائط کے تحت معاہدہ کر لیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو جو کہ نہایت صلح اور واپسی پر رنجیدہ تھے کہ کعبہ کو آپ کی تعلیمات اور حکم کے مطابق ابھی بغیر زیارت واپس جانا پڑے گا، تاہم اس واقعہ سے حضرت ام سلمہ جو آپ کے ساتھ سفر میں تھیں، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی قربانیاں نہیں کر پا رہے تھے، تاہم اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام سلمہ سے سارا ماجرہ سنایا تو آپ نے مشورہ دیا:

يا نبي الله أتحب ذلك أخرج ثم لا تكلم أحدا فيهم كلمة حتي تنحر بدنتك وتدعوا حالقك فيحلقك[34]

"اے اللہ کے نبی ﷺ اگر آپ ﷺ ایسا چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہوگا کہ اب کسی سے زیادہ بات نہ کیجیے، خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور حجام کو بلوا کر اس سے اپنا سر منڈا لیں"۔

چنانچہ اسی طرح سے ان کے مشورہ پر رسول اکرم ﷺ نے مشورہ کیا تو اس سے بڑے ہی مثبت اثرات اصحاب رسول کی طرف سے یہ آئے کہ سب لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے جانوروں کی گردن پر چھریاں چلانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

جب ہی آپ ﷺ نے اپنا سر منڈوایا اور جانوروں کو ذبح کیا تو دیکھا دیکھی تمام قسم کے جانوروں کو لوگوں نے ذبح کرنا شروع کر دیا، اور اپنے سر منڈوانے شروع کر دیے، یہ واقعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دانائی اور حکمت سے بھرا ہوا ہے۔

[32] الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر الصحابیات من ازواج الرسول، ح: ۶۷۳۳

[33] الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر الصحابیات من ازواج الرسول، ح: ۶۷۳۳

[34] طبری، محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک، دار المعارف، مصر، ۱۹۶۷ء، ج: ۲، ص: ۶۳۷

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

چنانچہ ام المومنین حضرت حفصہ کی بھی بہت سی احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ۶۰ احادیث کی راویہ ہیں، ام المومنین میں سے انہیں یہ اعزاز تھا کہ یہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھنا بھی جانتی تھیں، یہ ہنر نبی اکرم ﷺ کی ہدایات پر انہیں شفاء بنت عبداللہ نے سکھایا۔

حضرت شفاء بنت عبداللہ بیان کرتی ہیں:

دخل علي النبيﷺ وأنا عند حفصة فقال لي: ألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيه الكتابة[35]

”حضرت شفاء فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس جب تشریف لائے تو اس وقت میں حضرت حفصہ کے پاس تھی تو اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے شفاء کیا تم حفصہ کو نملہ کا دم سکھا سکتی ہو جیسے تم نے اس کو لکھنا سکھایا تھا“۔

دیگر ازواج مطہرات کی طرح حضرت صفیہ بھی اپنے دور میں علم کا ایک مرکز ہوا کرتی تھیں، چنانچہ عالمہ فاضلہ ہونے کی وجہ سے خواتین دور دراز سے سفر کر کے آتیں تو حضرت صفیہ سے علم حاصل کرتیں اور اپنے سوالات کا حل پوچھتیں، ایک دفعہ حضرت صفیہ تشریف فرما تھیں کہ کوفہ کی چند خواتین ان کے پاس علم کی آرزو سے آئیں، دیگر خواتین بھی حضرت صفیہ کی محفل میں تھیں، تو انھوں نے کئی سوالات پوچھے، البتہ نبیذ[36] کے بارے میں بھی سوال کیا۔

تاہم حضرت صفیہ دیگر علوم اور علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ پاکیزہ شعر و شاعری کا ذوق بھی تھا، اور کئی ایک اشعار بھی کہا کرتی تھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر حضرت صفیہ کافی پریشان تھیں، ایک بڑی پریشانی یہ تھی کہ امت رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد کہیں انتشار کا شکار نہ ہو جائے، اس کا اظہار ان اشعار میں آیا:

لعمر ما أبكي الرسول لفقده ولكن لما أخشي من الهرج آتيا[37]

”تیری زندگی کی قسم اے رسول کائنات میں آپ ﷺ کے انتقال پر نہیں رو رہی، میں اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ آپ کی وفات کے بعد کہیں امت میں انتشار پیدا نہ ہو جائے“۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات بہت بڑا صدمہ ہے، لیکن اس سے بڑھ کر اپنا صدمہ بتاتی ہیں کہ اس بات اور اہم واقعہ سے بھی بڑا صدمہ یہ ہے کہ امت کہیں انتشار کا شکار نہ ہو جائے۔

البتہ صحابیات فہم و فراست، دور اندیشی کی مالکہ تھیں اور اپنے وقت کی تمام تر معلومات معاشرتی اور سیاسی سے آگاہ تھیں، اس لیے انھوں نے یہ بڑی فراست والے کلمات کہے، تاہم صحابیات کثرت میں تھیں جو کہ علم و فن کے شغل سے مانوس تھیں اور بڑے بڑے مقام رکھتی تھیں، چونکہ یہ وہ خواتین صحابیات تھیں جو کہ نبی اکرم ﷺ سے براہِ راست سوالات پوچھتی اور علم سے مالا مال ہوئیں جس کی وجہ سے یہ نفوس قدسیہ (صحابیات) علم و ادب کا گہوارہ اور مرکز بن گئیں، ان خواتین نے خود کو علم و ادب کا ناصرف مرکز بنا رکھا تھا، بلکہ اس سلسلہ میں ان کی وجہ سے یہ خواتین اسلام، اسلام کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کرتی تھیں، ان خواتین اسلام میں بہت سی خواتین مفسرات، فقیہات، حافظ قرآن، طبیبات اور شاعرات ہوئیں جنھوں نے اپنے اپنے شعبوں میں بھرپور کردار ادا کر کے اشاعت اسلام کے لیے اہم کردار ادا کیا، دور دراز سے خواتین ان کے پاس تحصیل علم کے لیے آتیں اور اسلام کے دیگر مسائل کا حل پوچھتیں، تاہم اپنے علم کی آس کو پورا کرتیں۔

خواتین اسلام میں علمی و ادبی رجحانات عہد خلافت راشدہ کے تناظر میں:

1. خواتین میں علمی حلقے

خواتین اسلام جیسے عہد رسالت مآب ﷺ کے دور میں تحصیل علم میں پیش پیش تھیں، اسی طرح ہی وہ عہد صدیقی اور فاروقی میں بھی پیش پیش تھیں، جس طرح محدثین نے احادیث رسول کی تلاش و جستجو میں عالم اسلام کی خاک چھانی اور جملہ مصائب کو برداشت کیا بالکل اسی طرح ہی اسلام کی ابتداء میں بھی اسلام کے لیے مسلم خواتین نے اپنی صنفی صلاحیت اور استعداد کے مطابق شرعی پردہ میں رہ کر بہت زیادہ کوشش تحصیل علم کے لیے کیں، البتہ دور دراز ملکوں کا سفر بھی کیا اور محدثین کی

---

[35] ابوداؤد، السنن، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقی، ح: ۳۸۸۷

[36] نبیذ نبذ سے نکلا ہے جس کے معنی پھینکی ہوئی چیز کے ہیں، نبیذ سے مراد انگور یا کھجور کی نچوڑی ہوئی شراب کے ہیں۔ دیکھیے لوئس معلوف، المنجد، ص: ۸۶۶

[37] ندوی، عبدالحلیم اطہر، عہد نبوی کی شاعری، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، بھٹکل، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۰۹

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

فہرست میں اپنانام درج کروایا، تاہم اس ہی دور خلافت راشدہ میں حضرت عائشہ نے بھی مسند پر بیٹھ کر دور دراز سے آنے والے وفود خواتین کی راہنمائی فرمائی اور ان سے صحابہ کرام وتابعین کرام راہنمائی حاصل کرتے، حضرت عمر خلیفہ ثانی کے دور میں ایک خاتون سمعیہ البصریہ تھیں، جنھوں نے تحصیل علم کے لیے بہت دور دراز کا سفر کیا، طویل سفر کے بعد بصرہ سے مدینہ پہنچی اور حضرت عائشہ کی شاگردی میں بیٹھ گئیں، تحصیل علم کی پیاس بجھائی، تاہم تحصیل علم کے بعد وہ اپنی مسند پر بیٹھ گئیں اور بہت زیادہ تعداد میں لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا، ایک تعداد میں لوگ ان کے شاگرد تھے جن میں نامور تابعین کرام بھی موجود تھے۔

ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ سے اور ان سے ثابت البنانی نے روایت کیا۔[38]

2. خواتین کی عبادات وریاضت میں احتیاط وآزادی

البتہ عہد رسالت میں مسلمان خواتین نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتیں، تاہم مسجد میں ان کے لیے جگہ الگ سے نہ تھی، بلکہ مردوں کے پیچھے ہی نماز ادا کرتیں، صف بندی ہوتی اور نماز کی ادائیگی ہو جاتی، البتہ جامع بخاری میں ایک روایت ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ نے ذکر فرمایا: مسلمان خواتین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جماعت کی ادائیگی کے لیے نماز فجر میں شامل ہونے کی خاطر حاضر ہوتی تھیں، مسجد میں خواتین کی نماز پڑھنے کی جگہ مردوں سے الگ نہ تھی، بلکہ وہ مردوں کے پیچھے صف بندی کر کے کھڑے رہتی تھیں اور نماز میں شامل ہونے کے لیے بڑی چادروں میں لپٹی ہوتیں، جب ہی نماز کی تکمیل ہوتی تو وہ واپس گھروں کو آجاتیں اور اندھیرہ ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی خطرہ اور اندیشہ بھی نہ ہوتا، نہ کوئی نقصان پہنچتا۔[39]

اور اندھیرے کی وجہ سے بڑی چادر کی وجہ سے ان کی پہچان بھی نہ ہوتی، تاہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آغاز سے ہی یہ سلسلہ شروع ہو گیا، لیکن دورِ خلافت میں مسجد میں آتے جاتے ہوئے بعض ناخوشگوار واقعات پیش آئے جن خواتین کی بے حرمتی کی گئی اس لیے بعد ازاں خلیفہ ثانی نے خواتین کی مسجد جانے کی روایت اور طریقہ کی حوصلہ شکنی کی۔

چونکہ عہد رسالت کا دور ایک روشن باب تھا اور اس کا بعد والا دور بھی ایک عمدہ دور تھا، تاہم اس عمدگی کے ساتھ یہ دور خلفاء راشدین وہ دور تھا کہ میں وہ لوگ تھے جو رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ سے براہِ راست تعلیم وتربیت حاصل کرتے، ان صحابہ کرام نے تدریس کا باقاعدہ شعبہ اختیار کیا، اکثر صحابہ کرام کو تدریس کے لیے علیحدہ علیحدہ شہروں کی جانب روانہ بھی کر دیا گیا اور انھوں نے ہر علاقہ میں جا کر علم کی شمع روشن کر دی اور علم وتعلم سے وابستہ لوگوں میں نمایاں صحابیات بھی تھیں اور امہات المومنین بھی اس میں شامل تھیں، انھوں نے نہایت عمدگی سے اور محنت سے یہ فرائض سرانجام دیئے اور نامور تابعین کرام کی جماعت تدریس وابستہ رہی، جو کہ حدیث اور دیگر علوم میں نمایاں کردار ادا کرتے رہے، تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خواتین کو مسجد جانے سے روکنے کے عمل اور رویہ نے خواتین پر گہرا اثر ڈالا اور چونکہ خلیفہ ثانی کا یہ عمل خواتین کی حفاظت کی وجہ سے تھا، البتہ خواتین نے اسے بُرا مانا اور حضرت عائشہ کے پاس جا کر اس بات کی شکایت کہ کہ جب خود حضور اکرم ﷺ کے دور میں ہمیں اجازت تھی تو عمر ہمیں روکنے والے کون ہوتے ہیں، حضرت عائشہ نے خواتین کو یہ بات ان الفاظ میں سمجھائی:

لو أدرك رسول اللهﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعه نساء بني اسرائيل[40]

"اگر رسول اللہ ﷺ ان کاموں کو دیکھتے جو کہ موجودہ عورتوں نے شروع کر دیے ہیں تو رسول اکرم ﷺ ان خواتین کو مسجد میں جانے سے روک دیتے، جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو عبادت خانے جانے سے روک دیا گیا تھا"۔

چلتے ہوئے ادوار میں جب حالات بدل گئے تو صحابہ کرام سے اس ضمن میں مشہور کیا گیا اور خواتین کا مردوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنا ویسے ہی بند کروا دیا، لیکن پھر بھی حضرت عمر کے دورِ خلافت میں اور حضرت عثمان غنی کی خلافت میں یہ حالات تھے کہ خواتین کو باجماعت نماز تراویح کی اجازت تھی، خواتین نماز تراویح کے لیے جاتیں اور نماز کے بعد جو احکام دین بتائے جاتے ان سے مستفید ہو جاتی تھیں۔

اس کے ساتھ خواتین کے وقار اور پردہ کا خاص خیال بھی رکھا جاتا تھا، جیسا کہ یہ بات ابن سعد میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

---

[38] عسقلانی، ابوالفضلؒ احمد بن علی بن حجر، (م ۸۵۲ھ)، تہذیب التہذیب، کتاب النساء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۲۰۰۴ء، ج:۷، ص:۱۷۵

[39] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقف الفجر، ح:۵۵۳

[40] ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج:۷، ص:۳۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ابي بن كعب وتميم الداري كانا يقومانا في مقام النبيﷺ يصليان بالرجال وان سليمان بن أبي حثمة وكان يأمرنا بالنساء فيجلسن حتي يمضي الرجال ثم يرسلن[41]

"حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں مردوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے اور مسجد کے صحن میں سلیمان بن ابی حثمہ عورتوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے تھے، جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حثمہ تمام مردوں اور عورتوں کو نماز تراویح پڑھاتے تھے، اور وہ خواتین کو حکم دیتے تو وہ رک جاتیں یہاں تک کہ جب مرد راستے گزر جاتے تو خواتین کو جانے کی اجازت ہوتی"۔

3. خواتین کو رائے دہی کا حق

نبی اکرم ﷺ کے دور نبوت میں ہی اسلامی ریاست کے اہم معاملات میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی اس میں رائے دہی کی قانونی حیثیت دی گئی، رسول اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والے مردوں سے جیسے بیعت لیتے، اس طرح خواتین سے بھی اسلام کے لیے بیعت ہوتی، قرآنِ کریم میں بھی خواتین کی بیعت کا ذکر ہے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [42]

"اے نبی اکرم ﷺ جب خواتین اسلام کے لیے تمھارے پاس بیعت کرنے کو آئیں تو اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، چوری نہ کریں گی، اپنے ہاتھ اور پاؤں سے کوئی بہتان نہ لگائیں گی اور کسی امر معروف میں تمھاری نافرمانی سرزد نہ ہوگی تم ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت بھی کرو، یقیناً اللہ ان سے درگزر فرمانے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے"۔

اس طرح خواتین سے بیعت کا حکم ہے کہ خواتین سے بھی مردوں کی طرح کلام کے لیے وعدہ لیا جاتا یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر خواتین کا ان کاموں کی شرائط کو پورا کرنے کی بیعت ہوتی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں بعد ازاں جو خاتون اس شرط کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اقرار کر لیتی تو رسول اللہ ﷺ زبانی فرماتے کہ تمھاری بیعت ہم نے قبول کر لی اور اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کی بیعت لیتے وقت کبھی نہ چھوا۔[43]

4. ریاستی معاملات میں خواتین کا کردار

عہد رسالت میں جس طرح خواتین ریاستی معاملات میں بھرپور حصہ لیتی تھیں اس دور میں بھی خواتین نے بھرپور اہم کردار ادا کیا، خواتین کو اپنی رائے کہنے کا بھرپور حق حاصل تھا، وہ علمی اور فنی محفلوں میں مباحثہ کرتیں، بعض اوقات خواتین علمی مباحثہ میں مردوں پر فوقیت لے جاتیں، امیر المومنین خلیفہ ثانی کے دور حکومت میں حکم جاری کیا گیا کہ خواتین کا حق مہر ۴۰ اوقیہ چاندی سے زیادہ نہ ہوگا، تو اگر کسی نے اس مہر سے زیادہ باندھا تو اسے بیت المال میں ڈال دیا جائے گا، چنانچہ جب مجلس میں امیر المومنین کے ہاں خواتین تھیں تو ایک قریشی خاتون نے جو کہ خواتین کی صف میں شامل تھی یہ سن کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ اے امیر المومنین آپ کو یہ حق نہیں، حضرت عمر نے پوچھا کیوں؟ تو کہنے لگی قرآن تو یہ کہتا ہے:

﴿وَءَاتَيْتُمْ إِحْدَىٰهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا۟ مِنْهُ شَيْـًٔا﴾ [44]

"اگر تم نے خواتین کو ایک قنطار بھی دیا ہو تو اس میں سے کوئی چیز تک نہ لو"۔

جب یہ بات امیر المومنین خلیفہ ثانی نے سنی تو فرمایا:

---

[41] ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج:۷، ص:۳۰

[42] الممتحنہ ۶۰:۱۲

[43] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب اذا جاءکم المومنات مہاجرات، ح:۴۶۰۹

[44] النساء ۴:۲۰

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

امرأة أصابت ورجل أخطا[45]

"عورت نے درست کہااور مرد نے خطا کی"۔

5. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر اوقات ریاستی معاملات میں خواتین سے مشورہ لیا کرتے تھے، چنانچہ ایک رات لوگوں کے احوال معلوم کرنے کے لیے گھوم رہے تھے کہ اچانک کوئی خاتون کو اشعار پڑھتے ہوئے آواز سنائی دی، جس میں وہ اپنے شوہر کی جدائی کا ذکر کر رہی تھی، اس کا شوہر میدان جہاد میں مصرف عمل تھا اور کافی عرصہ سے گھر سے دور تھا، اس معاملہ نے حضرت عمر کو بہت پریشان کیا اور واپس آ کر حضرت حفصہ اور ام المومنین سے بات کی اور کہا کہ میں ایک مشکل مسئلہ میں پریشان ہوں اور اسے حل کر دو یہ بتلا دو عورت مرد کے بغیر کتنی مدت تک اپنے آپ کو روک سکتی ہے، یہ سن کر حضرت حفصہ شرما گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله لا يستحيي من الحق

تو حضرت حفصہ ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے تین سے چار ماہ، چنانچہ حضرت عمر نے ان کے مشورہ سے اور رائے سے یہ احکامات صادر فرمادیے کہ کوئی بھی مجاہدین میں سے اپنے گھر سے تین سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے گا۔[46]

قبل از اسلام خواتین علم سے آراستہ تھیں، پڑھنا لکھنا خواتین کا بھی معمول تھا، حضور اکرم ﷺ کے حکم پر یہ ہنر ام المومنین حضرت حفصہ کو دیا گیا جو کہ بہت سمجھ دار خاتون تھیں اور باصلاحیت بھی تھیں، حضرت عمران کی رائے کو مقدم رکھتے اور انہیں دوسروں پر مقدم بھی رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر کے دورِ خلافت میں انہیں بازار کا نگران بھی مقرر فرمایا گیا، ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"حضرت عمر ام المومنین حضرت حفصہ کی رائے کو مقدم کرتے اور ان کی بات کو اہمیت دیتے اور فضیلت دیتے اور بعض دفعہ کوئی بازار کی ذمہ داری بھی انہیں دے دیتے"۔[47]

6. حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا کی فقاہت

ایک دفعہ حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب کے درمیان حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں تکرار اور بحث ہوگئی جس کا شوہر فوت ہو چکا ہو، البتہ حضرت ابی بن کعب کی رائے یہ تھی کہ وضع حمل پر ایسی عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے، لیکن حضرت عمر نے ان کی رائے سے اتفاق نہ کیا، ابی بن کعب کی بیوی حضرت ام طفیل نے جب یہ بات اور بحث سنی تو حضرت عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

تزوج إذا وضعن كما أمر رسول اللهﷺ سبيعة الاسلمية إن تنكح إذ وضعن[48]

"بچہ پیدا ہو جانے کے بعد نکاح ہو سکا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ کے وضع حمل کے بعد ان کا نکاح کروا دیا تھا"۔

تنقید یا تائید میں دو راستے اور سوچ کارفرما ہوتی ہے یا یہ درستگی کے لیے یا پھر رکاوٹ ڈالنے کے لیے ہوتی ہے، اگر تنقید میں یا تائید میں خلوص نیت ہوئی درستگی کے لیے یہ بہت فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں، البتہ خواتین اسلام نے دورِ خلفاء میں بہت زیادہ باتوں میں تنقید کی اور اصلاح کی نیت سے یہ کام انتہائی کارآمد ثابت ہوا اور ان کی گئی تنقید کو عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا، عام افراد کی بجائے ذمہ دار حکومت اور ریاست کے لوگوں نے اس کی عزت اور تکریم سے فائدہ لیا اور خواتین نے بلا جھجک ریاستی معاملات میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ایک دفعہ حضرت عمر کہیں جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ راستہ میں ایک صحابیہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ سے ملاقات ہوگئی، وہ وہیں ان کو نصیحت کرنے لگیں، تم اے عمر رعایا کے معاملات میں اللہ سے ڈرو، یہ بات اپنے دل و دماغ میں اتار لو کہ جو بھی اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہے وہ قیامت کو اپنے سے دور نہیں سمجھ سکتا اور جس کو موت کا ڈر ہو گا وہ شتر بے مہاری زندگی نہیں گزار سکتا، اس کو نیکیوں کا وقت گزر جانے کا اندیشہ رہے گا۔[49]

---

[45] ابن کثیر، تفسیر القرآن الکریم، ج: ۲، ص: ۲۱۳

[46] السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، دار المنهاج والتحقیق العلمی، قطر، ۲۰۱۳ء، ص: ۲۵۱، ۲۵۲

[47] عسقلانی، تہذیب التہذیب، ص: ۱۷۷

[48] ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۶۱۹

[49] ابن عبد البر، الاستیعاب، کتاب النساء، ج: ۴، ص: ۱۸۳۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

7. عظیم شاعرہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا بنت عمر

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں خواتین اسلام اور شرعیہ فقہ کی تعلیم سے آراستہ تھیں وہیں انہیں شعر و شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ خاص طور پر مرثیہ گوئی، تعریفی شعر بولنے میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، یہ خواتین جنگوں میں مردوں کے ساتھ شریک ہوتیں اور اپنی فی البدیع شاعری سے جوانوں کی ہمت دلاتی اور جنگ کا رگ بدل دیتی تھیں، ایک اور صحابیہ حضرت خنساء بنت عمر جن کا اصل نام تماضہ تھا، مشہور صحابیہ اور صرف مخضرمین[50] میں نہیں، بلکہ پورے عرب معاشرے میں شعر و شاعری میں معروف اور اپنی مثال آپ وہ عربی ادب کی ایک انمول پہلی شاعرہ ہیں جنھوں نے دل سوز اور جان فلکار مرثیہ کی بنیاد رکھی اور اس میں مردوں کو پیچھے چھوڑ دیا، اس طرح یہ ضرب المثل بن گئی[51]، ابن اثیر کا بیان ہے:

أجمع أهل العلم بالشعراء لم تكن امرأة قبلها ولا بعدها أشعر منها[52]

"ناقدین سخن کے اس فیصلہ کے مطابق کی گئی بھی عورت خنساء کے برابر شاعر پیدا نہیں ہوئی"۔

اسلام سے قبل اور مابعد کی شاعری کو اگر دیکھا جائے تو عورت شاعروں میں سے الفاظ کی نزاکت اور چناؤ اور درستگی اور ردیف کافیہ میں کلام کو سخن دینے والی شاعر خنساء سے کوئی شاعرہ آگے نہیں بڑھ سکتی، تو خنساء شعر کے وصف میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہیں، اس کی شاعری میں دونوں خوبیاں ہیں ایک مردانہ زور اور طاقت ہے اور دوسرا خواتین کی رقت آمیز الفاظ اور ادائیگی اور اس کی شاعری کا اکثر حصہ فخر اور مرثیہ نگاری پر مشتمل ہے، حضرت خنساء کا باپ ایک قوم کا سردار اور دو بھائی تھے، اس کے ایک دفعہ حضرت خنساء کو اپنے بھائیوں کے قتل کا پتہ چلا تو ان کی زندگی میں یہ گہرا صدمہ پہنچا تو اس کیفیت میں انھوں نے مرثیہ کے انداز میں شعر کہے اور خاص کر اپنے بھائی صخر کے لیے یہ کہتی ہیں:

> "اے آنکھ خوب آنسو بہاؤ، خشک نہ رہنا، کیا تم مجسمہ ہو جود و سخاوت کے لیے فخر کے لیے پیدا نہیں ہوئے، تا کہ بہائے جاؤ۔
>
> کیا تم اس خوبصورت ترین اور جوان مرد انسان کا سوگ نہیں مناتے، کیا آنکھوں تم ان نوجوان مرد کے لیے آنسو نہیں بہا سکتیں، جس کے خیمہ کے ستون بلند اور تلوار کا یلمہ تھا۔ اور وہ مسند پر داڑھی آنے سے پہلے قوم کا سردار بن چکا تھا جو لوگوں نے اپنی عزت اور وقار کے لیے ہاتھ بڑھائے تو اس نے بھی اپنی خاندانی شرافت کے لیے ہاتھوں کو بڑھایا، پھر اس نے ان بڑھتے ہوئے ہاتھوں پر شرافت و بزرگی کو حاصل کر لیا اور اس کی شرافت اور بزرگی بڑھتی ہی چلی گئی، قوم اپنے اہم اور اعلیٰ معاملات ان کے ہاتھ دے دیتی، حالانکہ وہ عمر میں ان سب سے چھوٹا تھا، جہاں کہیں سرور مجد کا تذکرہ ہو تا تم اسے شرافت کا مرکب جانتے"۔

تاہم حضرت خنساء نے حضرت عمر کے دور خلافت میں ہونے والی جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شرکت کی اور میدانِ جنگ میں بیٹوں کو شعر کہہ کر جنگ کے لیے ابھارتی اور ان کے اس جنگ کے شعر یہ تھے۔ اے میرے بیٹو، تم اپنے ملک نہیں بھاتے تھے، اس لیے جنگ کے میدان میں اپنی ماں کو بھی ساتھ لے آئے، تم ایک ماں کی اولاد ہو اور ایک باپ کی اولاد ہو، میں تم کو کبھی رسوا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور خدا کی قسم میں نے کبھی تمھارے باپ سے بد دیانتی نہیں کی اور نہ تمھاری ماں کو رسوائی سے تمھارے ماموں ذلیل ہوئے، اب جاؤ لڑو اور آخر دم تک لڑو۔[53]

حضرت خنساء کے چاروں بیٹے اس جنگ میں شریک تھے اور وہ شہید ہوئے، جب حضرت خنساء کو بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے ان کے بیٹوں نے قتل کا خون بہا دیا اور مجھے عزت بخشی۔[54]

ایک اور عربی شاعرہ تھیں کہ جن کی وجہ سے شعر و شاعری کو فصیح و بلیغ انداز بیان ملا، یہ ایک سخن سے بھرپور اشعار پڑھنے والی شاعرہ تھیں، زبان میں فصاحت وبلاغت کا عنصر عام رہتا، حضرت کی جنگ صفین میں شامل ہوتیں اور جنگ مین حضرت علی کی حمایت میں شعر بولتی رہی، درج ذیل اشعار خاص وصف میں پڑھے اور لوگوں

---

[50] مخضرم کی جمع ہے اس سے مراد وہ شخص جس نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کو دیکھا ہو (القاموس المحیط، ص: ۴۷۵

[51] عبدالحلیم، ڈاکٹر، تاریخ عری ادب، پرنٹ لائن پبلشرز، ج: ۲، ص: ۵۴۴

[52] الزیات، تاریخ الادب العربی، ص: ۱۵۰

[53] شبلی نعمانی، الفاروق، نامی پریس کانپور، ۱۸۹۹ء، سلسلہ نمبر: ۲، ج: ۱، ص: ۱۱۰

[54] ندوی، تاریخ عربی ادب، ص: ۵۴۸

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

کو مخاطب کیا۔

أيها الناس ارعوا وارجعوا

إنكم قد أصبحتم في فتنة

غشتكم فيالها فتنة عمياء صماء بكماء

لا تسمع لنا عمقها ولا تناسق لقائدها

إن المصباح يضي في الشمو يا معشر المجاهدين والانصار

ان خضاب النساء الحناء وخضاب الرجال الدماء[55]

"اے لوگو اس فتنہ سے بچ جاؤ جو تمہیں ظلمت کی طرف دھکیل رہا ہے اور لوگوں کی راہ راست سے بھٹکا رہا ہے، یہ کیسا اندھا، گونگا اور بہرہ فتنہ ہے کہ جو نہیں ہانک نہیں رہا، یہ ان کی ہانک کر سنتا ہے اور جس کے ہاتھ میں نکیل نہ ہو اس کی"۔

تاہم علاوہ ازیں بہت سی اور خواتین بھی اپنا مقام خوب رکھتی تھیں، شعر و شاعری ایک اہم فن تھا اور ایک خاتون تھیں جو کہ اس دور میں شاعری کا خاص ذوق بھی تھا اور فصاحت و بلاغت سے شاعری پر بھی مامور تھیں، ان کا فصاحت و بلاغت میں کوئی ثانی نہ تھا، اس کا نام بکارہ ہلالیہ تھا جو کہ ایک عرب کا شاعری کی دنیا میں جانا ہوا نام تھا، یہ بھی شیعان علی میں سے تھیں اور اپنی تمام تر زندگی حضرت علی کی شان میں شاعری کہتے ہوئے بسر کر دی اور جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف دار رہیں اور ان کی حمایت میں شاعری سے لبریز بہادری پر مبنی تقاریر کیں اور چند اشعار میں حضرت امیر معاویہ کی جنگی مخالفت کرتے ہوئے یہ شاعرہ لکھتی ہیں کہ میری ایک ہی زندگی بھر میں آرزو رہی ہے کہ میں زندہ نہ رہوں اس وقت جب بنو امیہ کا کوئی فرد منبر پر چڑھے اور خطبہ دے وہ لمحات بہت ابتر ہیں جن میں مجھے یہ حالات اللہ نے دکھائے ہیں، آئے دن میں بنو ہاشم کے لوگوں کی طرف سے حکومت بنو امیہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھتی ہوں۔[56]

نتیجہ بحث:

اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے لیے تعلیم کو **لازم قرار دیا**، جس کے نتیجے میں ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین نے **علمی مجالس میں فعال کردار ادا کیا**۔ انہیں مساجد میں شرکت اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی **آزادی دی گئی**، اور نکاح میں عورت کی **رضامندی کو لازم قرار دیا گیا**۔ خواتین نے نبی کریم ﷺ سے کھل کر **دینی سوالات کیے اور تعلیم حاصل کی**، جس کی بدولت حضرت عائشہؓ، ام سلمہؓ اور دیگر صحابیات **ممتاز محدثات و فقیہات** بنیں۔ انہیں دعاؤں اور روحانی رہنمائی کے لیے خاص تعلیم دی گئی، اور غزوات میں بھی خواتین نے **تیمارداری، تعلیم اور دیگر سماجی خدمات** انجام دیں۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی رائے کو **اہمیت دی**، جس کی ایک نمایاں مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر ام سلمہؓ کا مشورہ ہے۔ خلافت راشدہ کے دور میں بھی خواتین دینی و علمی خدمات میں **نمایاں رہیں**، جس سے معاشرے میں ان کا مقام مزید مستحکم ہوا۔

مصادر و مراجع

1. ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، زمانہ جاہلیت میں غلام تھے، بعد میں آزاد کر دیے گئے، ان کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو شروع میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے، اسلام لانے کی سزا میں ان پر ظلم ڈھائے گئے، لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نہ ہوئے، انھوں نے غزوۃ البدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی اور حضرت علی کے دور خلافت میں ۳۷ ہجری میں وفات پائی۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۲، ص: ۳۰)
2. یہ ہجرت سے ۲۲ سال قبل پیدا ہوئے، ان کی کنیت ابو اعوار ہے اور ان کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنو عدی سے تھا، ان کا شمار عشرہ مبشرہ میں تھا۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۳، ص: ۹۴)
3. ابن ہشام، ابو احمد عبدالملک (م ۸۳۳ھ)، سیرت النبی ﷺ، دور الصحابہ

---

[55] ابن عبد ربہ، احمد بن محمد (م ۳۲۷ھ)، العقد الفريدية، كتاب رسول الله ﷺ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۳۴۸

[56] یموت بشر، شاعرات العرب فی الجاہلیۃ والاسلام، المکتبہ الھلیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۳ھ، ص: ۱۸۵

4. ان کا نام علی بن محمد بن عبد الکریم (۶۳۰ھ) کنیت ابوالحسن اور لقب ابن اثیر ہے۔ ۵۵۵ ہجری میں موصل میں پیدا ہوئے، ان کی مشہور تصانیف میں الکامل فی التاریخ اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ شامل ہے۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۴، ص: ۳۳۱)
5. ابن اثیر، ابوالحسن علی بن محمد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصاحبۃ، دار ابن حزم، بیروت لبنان، ۲۰۱۲ء، کتاب النساء، ص: ۱۵۶۳
6. ان کا اصل نام سعد ابن مالک اور کنیت ابوسعید ہے اور یہ انصار کے قبیلے حدرد سے تعلق رکھتے تھے، خادم رسول تھے، انھوں نے کثرت سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث کو روایت کیا ہے، ان کی روایات کی تعداد ۱۱۷۰ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے، انھوں نے ۷۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (زرکلی، الاعلام، ج: ۳، ص: ۸۷)
7. صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ، ح: ۱۰۲
8. ابن ماجہ، سنن، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی العیدین، ح: ۱۳۰۷
9. ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت لبنان، ۱۹۹۲ء، ج: ۴، ص: ۱۹۴۷
10. ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۶۷۴
11. ابن سعد، محمد بن سعد، کتاب طبقات الکبیر، مکتبہ الخانجی، القاہری، ۲۰۰۱ء، ج: ۸، ص: ۴۱۲
12. ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۵۰۷
13. ابن عبد البر، الاستیعاب، کتاب کنی النساء، ج: ۴، ص: ۱۹۴۱
14. صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منہا، ح: ۳۱۳
15. صحیح بخاری، کتاب الادب، باب صلۃ المرأۃ اہلہا ولہا زوج، ح: ۵۶۳۴
16. ابوداؤد، السنن، ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، ح: ۱۵۲۵
17. ابن حجر، الاصبہ، ج: ۱۳، ص: ۱۳۴
18. ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۸، ص: ۲۶۶
19. ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۴۷۵
20. ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۸، ص: ۴۲۳
21. مسلم، صحیح، کتاب الحیض، باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصۃ من مسک فی موضع الدم، ج1، ص161، ح332
22. ابن اثیر، اسد الغابہ، کتاب النساء، ص1472
23. صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الحمی من فیح جہنم، ح: ۵۳۹۲
24. نطق کی جمع، عربی زبان میں نطق پٹکے کو کہتے ہیں دیکھیے وحید الزمان، القاموس، ص: ۱۶۶۵
25. ابن عبد البر، الاستیعاب، کتاب النساء باالف، ج: ۴، ص: ۱۷۸۲
26. الممتحنہ، ۶۰: ۸
27. الاحزاب، ۳۳: ۳۴
28. مودودی، تفہیم القرآن، ج: ۳۳، ص: ۹۴
29. روٹی کو چور کر کہ شوربے میں بھگو کر شوربے میں بنایا ہوا ایک کھانا، دیکھیے، وحید الزمان، القاموس الوحید، ص: ۲۱۳
30. جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، ح: ۳۸۸۷
31. جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشۃ، ح: ۳۸۸۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

32. الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر الصحابیات من ازواج الرسول، ح: ۶۷۳۳
33. الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر الصحابیات من ازواج الرسول، ح: ۶۷۳۳
34. طبری، محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک، دار المعارف، مصر، ۱۹۶۷ء، ج: ۲، ص: ۶۳۷
35. ابوداؤد، السنن، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرقی، ح: ۳۸۸۷
36. نبیذ نبذ سے نکلا ہے جس کے معنی پھینکی ہوئی چیز کے ہیں، نبیذ سے مراد انگور یا کھجور کی نچوڑی ہوئی شراب کے ہیں۔ دیکھیے لوئس معلوف، المنجد، ص: ۸۶۶
37. ندوی، عبدالحلیم اطہر، عہد نبوی کی شاعری، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، بھٹکل، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۰۹
38. عسقلانی، ابوالفضلؒ احمد بن علی بن حجر، (م ۸۵۲ھ)، تہذیب التہذیب، کتاب النساء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۲۰۰۴ء، ج: ۷، ص: ۱۷۵
39. صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقف الفجر، ح: ۵۵۳
40. ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۷، ص: ۳۰
41. ابن سعد، کتاب الطبقات الکبیر، ج: ۷، ص: ۳۰
42. الممتحنہ، ۶۰: ۱۲
43. صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب اذا جاء کم المومنات مہاجرات، ح: ۴۶۰۹
44. النساء، ۴: ۲۰
45. ابن کثیر، تفسیر القرآن الکریم، ج: ۲، ص: ۲۱۳
46. السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، دار المنہاج والتحقیق العلمی، قطر، ۲۰۱۳ء، ص: ۲۵۱، ۲۵۲
47. عسقلانی، تہذیب التہذیب، ص: ۱۷۷
48. ابن اثیر، اسد الغابہ، ص: ۱۶۱۹
49. ابن عبدالبر، الاستیعاب، کتاب النساء، ج: ۴، ص: ۱۸۳۱
50. محضرم کی جمع ہے اس سے مراد وہ شخص جس نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کو دیکھا ہو (القاموس المحیط، ص: ۴۷۵
51. عبدالحلیم، ڈاکٹر، تاریخ عری ادب، پرنٹ لائن پبلشرز، ج: ۲، ص: ۵۴۴
52. الزیات، تاریخ الادب العربی، ص: ۱۵۰
53. شبلی نعمانی، الفاروق، نامی پریس کانپور، ۱۸۹۹ء، سلسلہ نمبر: ۲، ج: ۱، ص: ۱۱۰
54. ندوی، تاریخ عربی ادب، ص: ۵۴۸
55. ابن عبدربہ، احمد بن محمد (م ۳۲۷ھ)، العقد الفریدیۃ، کتاب رسول اللہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۸۳ء، ج: ۱، ص: ۳۴۸
56. یموت بشر، شاعرات العرب فی الجاہلیۃ والاسلام، المکتبہ الھلیۃ، بیروت لبنان، ۱۹۳ھ، ص: ۱۸۵

REFERENCES:

1. *His title was Abu Abdullah. He was a slave during the age of ignorance but was later freed. He is counted among the companions who embraced Islam in its early days. He was subjected to severe persecution due to his acceptance of Islam but never abandoned his faith. He participated in the Battle of Badr and all other expeditions and passed away in 37 AH during the caliphate of Ali (RA). (Zarkali, Al-Aʿlām, Vol. 2, p. 30)*

2. *He was born 22 years before the Hijrah. His title was Abu A'war, and he belonged to*

the Banu Adi clan of the Quraysh. He was among the ten companions promised Paradise. (Zarkali, Al-A'lām, Vol. 3, p. 94)

3. *Ibn Hisham, Abu Ahmad Abdul Malik (d. 833 AH), Sirat al-Nabi, Era of the Companions*

4. *His name was Ali ibn Muhammad ibn Abdul Karim (630 AH), his title Abu al-Hasan, and his honorific was Ibn Athir. He was born in Mosul in 555 AH. Among his famous works are Al-Kamil fi al-Tarikh and Usud al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahabah. (Zarkali, Al-A'lām, Vol. 4, p. 331)*

5. *Ibn Athir, Abu al-Hasan Ali ibn Muhammad al-Jazari, Usud al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahabah, Dar Ibn Hazm, Beirut, Lebanon, 2012, Kitab al-Nisa, p. 1563*

6. *His actual name was Sa'd ibn Malik, and his title was Abu Sa'id. He belonged to the tribe of Khazraj from the Ansar. He served the Prophet ﷺ and narrated a large number of hadiths from him—1170 in total. He participated in twelve expeditions with the Prophet ﷺ and died in 74 AH in Madinah. (Zarkali, Al-A'lām, Vol. 3, p. 87)*

7. *Sahih Bukhari, Kitab al-'Ilm, Chapter: Should a separate day be set for women, Hadith: 102*

8. *Ibn Majah, Sunan, Kitab Iqamat al-Salah wa al-Sunnah Fiha, Chapter: Concerning the Two Eids, Hadith: 1307*

9. *Ibn Abdul Barr, Yusuf ibn Abdullah ibn Muhammad, Al-Isti'ab fi Ma'rifat al-Ashab, Dar al-Jil, Beirut, Lebanon, 1992, Vol. 4, p. 1947*

10. *Ibn Athir, Usud al-Ghabah, p. 1674*

11. *Ibn Sa'd, Muhammad ibn Sa'd, Kitab al-Tabaqat al-Kabir, Maktabat al-Khanji, Cairo, 2001, Vol. 8, p. 412*

12. *Ibn Athir, Usud al-Ghabah, p. 1507*

13. *Ibn Abdul Barr, Al-Isti'ab, Kitab Kunna al-Nisa, Vol. 4, p. 1941*

14. *Sahih Muslim, Kitab al-Hayd, Chapter: Obligation of Ghusl upon a Woman Who Has Ejaculated, Hadith: 313*

15. *Sahih Bukhari, Kitab al-Adab, Chapter: A Woman Visiting Her Family While She Has a Husband, Hadith: 5634*

16. *Abu Dawud, Sunan, Abwab al-Witr, Chapter: On Seeking Forgiveness, Hadith: 1525*

17. *Ibn Hajar, Al-Isabah, Vol. 13, p. 134*

18. *Ibn Sa'd, Kitab al-Tabaqat al-Kabir, Vol. 8, p. 266*

19. *Ibn Athir, Usud al-Ghabah, p. 1475*

20. *Ibn Sa'd, Kitab al-Tabaqat al-Kabir, Vol. 8, p. 423*

21. *Sahih Muslim, Kitab al-Hayd, Chapter: Recommendation to Use Musk-Scented Cotton in Menstrual Cleansing, Vol. 1, p. 161, Hadith: 332*

22. *Ibn Athir, Usud al-Ghabah, Kitab al-Nisa, p. 1472*

23. *Sahih Bukhari, Kitab al-Tibb, Chapter: Fever is from the Heat of Hell, Hadith: 5392*

24. *Nutq is the plural of nitaq, which in Arabic refers to a belt or waist-wrapper. See: Waheed al-Zaman, Al-Qamus, p. 1665*

25. *Ibn Abdul Barr, Al-Isti'ab, Kitab al-Nisa bi al-Alif, Vol. 4, p. 1782*

26. *Al-Mumtahanah, 60:8*

27. *Al-Ahzab, 33:34*

28. *Maududi, Tafheem al-Quran, Vol. 33, p. 94*

29. *Bread crumbs soaked in gravy to make a dish. See: Waheed al-Zaman, Al-Qamus al-Waheed, p. 213*

30. *Jami' Tirmidhi, Kitab al-Manaqib, Chapter: The Virtues of the Wives of the Prophet ﷺ,*

Hadith: 3887

31. *Jami' Tirmidhi, Kitab al-Manaqib, Chapter: The Superiority of Aisha (RA), Hadith: 3883*
32. *Al-Hakim, Al-Mustadrak ‘ala al-Sahihayn, Kitab Ma‘rifat al-Sahabah, Section: Wives of the Prophet ﷺ, Hadith: 6733*
33. *Al-Hakim, Al-Mustadrak ‘ala al-Sahihayn, Kitab Ma‘rifat al-Sahabah, Section: Wives of the Prophet ﷺ, Hadith: 6733*
34. *Tabari, Muhammad ibn Jarir (d. 310 AH), Tarikh al-Umam wa al-Muluk, Dar al-Ma‘arif, Egypt, 1967, Vol. 2, p. 637*
35. *Abu Dawud, Sunan, Kitab al-Tibb, Chapter: On Ruqyah (Healing with Supplications), Hadith: 3887*
36. *Nabeedh is derived from nabdh, which means a discarded item. In this context, it refers to wine made by fermenting pressed grapes or dates. See: Louis Ma'louf, Al-Munjid, p. 866*
37. *Nadwi, Abdul Haleem Athar, Poetry of the Prophetic Era, Jamia Islamia Bhatkal, Bhatkal, 2012, p. 109*
38. *Asqalani, Abu al-Fadl Ahmad ibn Ali ibn Hajar (d. 852 AH), Tahdhib al-Tahdhib, Kitab al-Nisa, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 2004, Vol. 7, p. 175*
39. *Sahih Bukhari, Kitab Mawaqeet al-Salah, Chapter: The Time of Fajr, Hadith: 553*
40. *Ibn Sa'd, Kitab al-Tabaqat al-Kabir, Vol. 7, p. 30*
41. *Ibn Sa'd, Kitab al-Tabaqat al-Kabir, Vol. 7, p. 30*
42. *Al-Mumtahanah, 60:12*
43. *Sahih Bukhari, Kitab al-Tafsir, Chapter: When Believing Women Come to You as Emigrants, Hadith: 4609*
44. *An-Nisa, 4:20*
45. *Ibn Kathir, Tafsir al-Quran al-Karim, Vol. 2, p. 213*
46. *Suyuti, Abdul Rahman ibn Abi Bakr, Tarikh al-Khulafa, Dar al-Minhaj wal-Tahqiq al-‘Ilmi, Qatar, 2013, pp. 251–252*
47. *Asqalani, Tahdhib al-Tahdhib, p. 177*
48. *Ibn Athir, Usud al-Ghabah, p. 1619*
49. *Ibn Abdul Barr, Al-Isti‘ab, Kitab al-Nisa, Vol. 4, p. 1831*
50. *Mukhadrams refers to individuals who witnessed both the pre-Islamic and Islamic periods. (Al-Qamus al-Muhit, p. 475)*
51. *Abdul Haleem, Dr., History of Arabic Literature, Printline Publishers, Vol. 2, p. 544*
52. *Al-Zayyat, History of Arabic Literature, p. 150*
53. *Shibli Nomani, Al-Farooq, Nami Press, Kanpur, 1899, Series No. 2, Vol. 1, p. 110*
54. *Nadwi, History of Arabic Literature, p. 548*
55. *Ibn Abd Rabbih, Ahmad ibn Muhammad (d. 327 AH), Al-‘Iqd al-Farid, Kitab Rasul Allah ﷺ, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1983, Vol. 1, p. 348*
56. *Yamout, Bashar, Poetesses of the Arabs in Pre-Islamic and Islamic Times, Al-Hilal Library, Beirut, Lebanon, 193 AH, p. 185*